

صاحب نصاب بیوہ کی زکوٰۃ کی رقم سے مدد کرنا کیسا؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: Nor-12275

تاریخ اجراء: 02 ذوالحجہ الحرام 1443ھ / 02 جولائی 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیوہ عورت ہے اسکا کوئی کمانے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بیٹا ہے، اس کے پاس اپنا ذاتی مکان بھی نہیں ہے۔ البتہ اس بیوہ کی ملکیت میں ڈھائی تولہ سونا موجود ہے جو کہ اس کی حاجت اور قرض سے زائد ہے، اس کے علاوہ اس کے پاس چاندی یا کوئی رقم وغیرہ نہیں ہے کہ جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے۔

مفتی صاحب آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں کیا زکوٰۃ کی رقم سے اس بیوہ کی مدد کی جاسکتی ہے؟؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شریعتِ مطہرہ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے ایک مالی معیار مقرر کیا ہے جس میں حکمت یہ ہے کہ ان لوگوں کی مدد ہو سکے جو انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مستحق زکوٰۃ (شرعی فقیر) ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ شخص ہاشمی یا سید نہ ہو، اور نصاب کا مالک بھی نہ ہو یعنی قرض اور حاجت اصلیہ میں مشغول تمام اموال کو نکال کر اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت برابر کوئی سامان، رقم وغیرہ موجود نہ ہو۔ لہذا جو شخص اس معیار پر پورا نہ اترتا ہو اگرچہ اسے گزر بسر میں کتنی ہی تنگی کا سامنا ہو، اسے کما کر دینے والا کوئی نہ ہو، جب بھی زکوٰۃ کی رقم سے اس کی مدد نہیں کر سکتے کہ شرعاً وہ زکوٰۃ وصول کرنے کا مستحق ہی نہیں اور نہ ہی اس صورت میں دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگی

اب جبکہ صورتِ مسئولہ میں وہ بیوہ صاحبِ نصاب ہے کہ اس کی ملکیت میں حاجت اور قرض کے علاوہ ڈھائی تولہ سونا موجود ہے اور اتنے سونے کی مالیت فی زمانہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کہیں زائد ہے، لہذا صورتِ مسئولہ میں اس بیوہ کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز نہیں۔

ہاں! اتنا ضرور ہے کہ ممکنہ صورت میں صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر نقلی صدقات سے اس بیوہ کی ضرور مدد کی جائے تاکہ اس کے گزر بسر میں آسانی ہو سکے اور وہ احسن انداز سے اپنے معاملات کو سرانجام دے سکے۔ البتہ اگر اس کی کوئی اولاد بالغ ہو اور وہ مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مالکِ نصاب شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لا يجوز دفع الزكاة إلى من يملك نصاباً أي مال كان دنانیر أو دراهم أو سوائم أو عروضاً للتجارة أو لغير التجارة فاضلاً عن حاجته في جميع السنة هكذا في الزاهدي والشرط أن يكون فاضلاً عن حاجته الأصلية، وهي مسكنه، وأثاث مسكنه وثيابه وخادمه، ومركبه وسلاحه، ولا يشترط النماء إذ هو شرط وجوب الزكاة لا الحرمان كذا في الكافي“ ترجمہ: ”جو شخص مالکِ نصاب ہو یعنی اس کی ملکیت میں مال ہو جیسا کہ دینار یا درہم یا چرائی کے جانور یا تجارت کا سامان ہو یا تجارت کے علاوہ کوئی ایسا سامان ہو جو پورے سال اس کی حاجت سے زائد رہا ہو جیسا کہ زاہدی میں مذکور ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ مال اس کی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو، حاجتِ اصلیہ سے مراد اس کا ہائشی گھر، امورِ خانہ داری کا سامان، کپڑے، خادم، سواری، ہتھیار وغیرہ ہیں، اس میں نماء کی بھی شرط نہیں کہ مالِ نامی کا ہونا زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ضروری ہے زکوٰۃ کی وصولی حرام ہونے کے لیے اس کی شرط نہیں، جیسا کہ کافی میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکوٰۃ، ج 01، ص 189، مطبوعہ پشاور)

بہارِ شریعت میں ہے: ”جو شخص مالکِ نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مالِ نامی نہ ہو) ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُس کی قیمت دو سو 200 درہم ہو، اگرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اُس پر زکوٰۃ واجب ہو مثلاً چھ تولے سونا جب دو سو 200 درہم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگرچہ اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں

ہوں جن کی قیمت دو سو 200 درہم ہے اسے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دو سو 200 درہم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔“ (بہار شریعت، ج 01، ص 929-928، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ”زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے؟“ آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ”مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو۔۔۔۔۔۔ بالجملہ مدار کار حاجتمند بمعنی مذکور پر ہے، تو جو نصاب مذکور پر دسترس رکھتا ہے ہرگز زکوٰۃ نہیں پاسکتا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 110-109، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملقطاً)

مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ”ایک شخص جس کی ماہانہ انکم اتنی نہیں کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات پوری کر سکے۔ تو کیا ایسے شخص کو مال زکوٰۃ دیا جاسکتا ہے جبکہ اس کے پاس سونا چاندی اور نقدی ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہے؟“ آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ”جس شخص کے پاس سونا چاندی اور نقدی روپے ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پونجی ہو جائے وہ صاحب نصاب ہے۔ اس پر خود زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ لہذا ایسے شخص کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔“ (وقار الفتاویٰ، ج 02، ص 416، بزم وقار الدین)

فتاویٰ اہلسنت کتاب الزکوٰۃ میں اس حوالے سے مذکور ہے: ”زکوٰۃ لینے کا حقدار شرعی فقیر ہے شریعت مطہرہ نے شرعی فقیر ہونے کا ایک خاص معیار بیان فرمایا ہے چنانچہ مستحق زکوٰۃ ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ بالغ شخص حاجتِ اصلیہ سے زائد کم از کم مقدار نصاب کا مالک نہ ہو نصاب کی مقدار ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم ہے۔۔۔۔۔۔ لہذا اگر کسی کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد کپڑے ہوں یا زائد اشیاء ہوں مثلاً ٹی وی ہو اور ان کی مشترک قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم کے برابر پہنچ جائے تو ایسا شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں۔۔۔۔۔۔ توجو مستحق ہو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، اگر مستحق زکوٰۃ ہونے کی شرائط نہ پائی گئیں تو دینے والے کی زکوٰۃ ہی ادا نہیں ہوگی۔“ (فتاویٰ اہلسنت کتاب الزکوٰۃ، ص 447-448، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملقطاً و ملخصاً)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ



Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



[daruliftaahlesunnat](https://www.facebook.com/daruliftaahlesunnat)



[DaruliftaAhlesunnat](https://www.youtube.com/DaruliftaAhlesunnat)



[Dar-ul-ifta AhleSunnat](https://play.google.com/store/apps/details?id=com.daruliftaahlesunnat)



feedback@daruliftaahlesunnat.net